167997-ساس کے ساتھ رہنے سے تنگ ہونے والی خاتون کا طلاق طلب کرنا

سوال

میں ایک طویل عرصہ سے اپنی ساس اور نندوں کے ساتھ رہ رہی ہوں، ابتدا میں تومجھے علم نہ تھا کہ میں اپنی ساس اور نندوں کے ساتھ رہوں گی، لیکن مجبورا ناپسند کرتے ہوئے بھی مجھے اس پر راضی ہونا پڑا، اور میں نے کئی برس تک ساس اور نندوں کے ساتھ رہنے میں صبر کیا اور اس عرصہ میں ان سے کوئی معاونت بھی حاصل نہیں کی.

نندوں اور میرے درمیان سمجھوتہ نہ ہونے کے باوجود بھی میں سب کو راضی کرنے کی کوشش کرتی رہی، ابتدا میں تو میرا خاوند بھی اپنی والدہ کے ساتھ رہ کر اور میری خدمت کے ذریعہ والدہ کو راضی کرنے کی کوشش کرتا رہا حالانکہ گھر بہت چھوٹا تھا اور اولاد زیادہ تھی.

میں چھوٹے بچوں کے ساتھ ایک کمرہ میں اور خاوند برآمدہ میں اور باقی بچے دوسرے کمرہ میں سوتے ہیں، اور حالت یہ ہے کہ بچہ بچی کے ساتھ اور ساس اور نندیں سب ایک کمرہ میں سوتی ہیں، میری کوئی خاص زندگی نہیں اور نہ میرے اندر شادی شدہ ہونے اور خاوند اور بچوں کی دیکھ بھال کرنے کا کوئی احساس پایا جاتا ہے، میرا خاوند اپنی والدہ سے دور نہیں ہونا چاہتا چاہے رہائش قریب ہی ہو پھر بھی نہیں چاہے اس کے مقابلہ میں اسے مجھے بھی چھوڑنا پڑے.

میری ہر وقت خاوند سے یہی لڑائی اور جھگڑا رہتا ہے کہ میں اس طرح کے ماحول میں نہیں رہ سکتی، اور علیحدہ رہائش کا مطالبہ کرتی رہتی ہوں تا کہ ہمارے تعلقات صحیح ہوں، لیکن وہ نہیں مانتا، اب تو میں طلاق کا بھی سوچنے لگی ہوں، اور سوچ رہی ہوں کہ اپنے والد کو بھی اپنی مشکلات کے متعلق بتاؤں تا کہ وہ اسے حل کرنے کے لیے دخل اندازی کریں لیکن صرف اولاد اور اپنی ساس کی بنا پر تردد میں ہوں کیونکہ میری ساس ہمارے قریبے رشتہ داروں میں سے ہے.

میں نفسیاتی مریض بن چکی ہوں اور اس زندگی کی تنگی کی وجہ سے چڑچڑا پن آچکا ہے مجھے سمجھ نہیں آرہی کہ میں کیا کروں ؟ میرا خاوند اس معاملہ کو اہمیت ہی نہیں دیتا اور نہ ہی مجھے اس محرومیت کے عوض میں کوئی خوشی دیتا ہے کہ کوئی اچھی کلام اور بات کرے جو مجھے صبر دلانے کا باعث بنتا ہو، اس کے لیے یہی اہمیت رکھتا ہے کہ میں کسی طرح اس کی والدہ کو راضی رکھوں، اور اس کی دیکھ بھال کروں، حالانکہ میرا خاوند دیندار ہے، میرا خاوند اپنی والدہ کو بہت چاہتا ہے، میں یہ معلوم کرنا چاہتی ہوں کہ اس حالت میں شرعی حکم کیا ہے، اور کیا اس مسئلہ میں میرا والد دخل اندازی کر سکتا ہے، میرے والد صاحب بہت غصہ والے ہیں، میں یہ معلوم کرنا چاہتی ہوں کہ آیا میرا علیحدہ رہائش طلب کرنا چاہے قریب ہی ہو خاوند کے لیے والدہ کی نافرمانی کا باعث تو نہیں ہوگا ؟

میری نندوں نے میری جوانی اور صحت لوٹ لی اور برباد کر دی ہے، اور میرے خاوند اور بچوں کے ساتھ میری زندگی میں شریک بن چکی ہیں، مجھے کوئی حل بتائیں، اللہ سبحانہ وتعالی آپ کے علم و عمل میں برکت فرمائے.

پسندیدہ جواب

بیوی اور خاوند کی حالت کے مناسب رہائش میں بیوی کو رکھنا بیوی کے خاوند کے ذمہ واجب حقوق میں شامل ہوتا ہے اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے :

.{جہاں تم رہتے ہو تم انہیں (بیویوں کو) اپنی استطاعت کے مطابق رہائش دو اور انہیں تنگ کرنے کے لیے ضرر مت دو}.الطلاق (6).

خاوند کو یہ نہیں چاہیے کہ وہ بیوی کو اپنے گھر والوں کے ساتھ ایک ہی رہائش میں رکھے، چاہے اس رہائش میں اس کی والدہ یا بہنیں یا کوئی اور رشتہ دار رہتا ہو، اور نہ ہی وہ بیوی کو اس کی سوکن کے ساتھ ایک ہی رہائش میں رکھے بلکہ خاوند پر واجب ہے کہ وہ بیوی کو علیحدہ اور مستقل رہائش لے کر دے جو بیوی کے رہنے اور سونے کے لیے مناسب ہو جس میں باوچی خانہ اور لیٹرین وغیرہ جیسی بنیادی ضروریات موجود ہوں.

یہ تو معلوم اور مشاہدہ میں ہے ایک ہی رہائش میں کئی گھرانوں کے رہنے سے گھر کا سکون اور خصوصیت بربادی ہو جاتی ہے، اور پھر خاوند اور بیوی کو بہت شدید نقصان ہوتا ہے، خاوند اور بیوی کا آپس میں ایک دوسرے سے فائدہ و لطف اٹھانے سے محروم رہتے ہیں جو وہ ایک علیحدہ اور مستقل رہائش میں حاصل کر سکتے ہیں اور انہیں وہ سکون بھی حاصل نہیں ہوتا.

یہ ایسی چیز ہے جس کی بنا پر محبت و مودت میں کمی پیدا ہو جاتی ہے، بلکہ بعض اوقات تو بالکل ختم ہی ہو جاتی ہے لاحول ولا قوۃ الا باللہ.

اس لیے خاوند کو چاہیے کہ وہ شرعی مقاصد اور عقل کے حکم کو سمجھے اسے والدین کے متعلق صرف جذبات میں ہی نہیں رہنا چاہیے کہ وہ ان کے ساتھ ہی زندگی گزارے.

بلکہ اگر وہ اپنی بیوی کے ساتھ قریب ہی رہائش حاصل کرتا ہے تو جتنا چاہے وہ والدہ رشتہ داروں کے ساتھ وقت گزار سکتا ہے، اور اس کے ساتھ ساتھ وہ اپنی بیوی اور اپنی گھریلو زندگی کو بھی محفوظ بنا سکتا ہے، اس طرح دونوں مصلحتوں کو اکٹھا کر لے گا.

مزید آپ سوال نمبر (7653) اور (85162) کے جوابات کا مطالعہ ضرور کریں.

یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ بیوی کا اپنے خاوند کے رشتہ داروں اور ساس سسر کی خدمت کرنا بیوی پر واجب نہیں؛ بلکہ بیوی پر تو صرف اکیلے خاوند کی خدمت کرنا واجب ہے.

لیکن اگر بیوی ساس وغیرہ کی خدمت کرتی ہے تو یہ خاوند کے ساتھ حسن سلوک میں شامل ہوگا، اور اس میں خاوند کی عزت ہوگی تو یہ بیوی کی جانب سے ایک اچھا کام ہے، اس لیے خاوند کو چاہیے کہ وہ بیوی کے ساتھ حسن معاشرت کرتا ہوا اس کے اس کام کو سراہے اور شکر ادا کرے کیونکہ جو لوگوں کا شکر ادا نہیں کرتا وہ اللہ تعالی کا شکر ادا نہیں کر سکتا.

مزید آپ سوال نمبر (120282) کے جواب کا مطالعہ ضرور کریں.

ہم آپ کو یہی نصیحت کرتے ہیں کہ اس معاملہ انتظار کریں اور اپنے خاوند کو بڑے ٹھنڈے مزاج اور سکون کے ساتھ سمجھانے کی کوشش کریں، اور اس کے سامنے اس معاملہ میں شرعی حکم واضح کریں، اس کے لیے آپ کے لیے اوپر بیان کردہ فتاوی جات سے سہارا لینے میں بھی کوئی حرج نہیں جن کے حوالہ جات ہم سوالات کے نمبر دے کر بیان کر چکے ہیں جب آپ کا خاوند دین پر عمل کرنے والا ہے تو وہ اس پر عمل کریگا.

اور اگر آپ اکیلی اسے قائل نہ کر سکیں تو پھر آپ کے لیے اس مشکل کو حل کرنے میں اپنے گھر والوں سے بھی مدد لینے میں کوئی حرج نہیں، لیکن یہ اس صورت میں ہے جب آپ اکیلی اسے حل کرنے سے عاجز ہوں، اور اس کے لیے بھی شرط یہ ہے کہ آپ اپنے رشتہ داروں کو نصیحت کریں کہ دخل اندازی حکمت کے ساتھ بہتر طریقہ سے کریں، اور نرمی اختیار کرتے ہوئے حل کرنے کی کوشش کریں.

کیونکہ نرمی ہر چیز کو خوبصورت بنا دیتی ہے، اور جس چیز سے نرمی جاتی رہے وہ بدصورت اور عیب دار ہو جاتی ہے.

اس کے لیے لازم نہیں کہ اس معاملہ میں آپ کے والد ہی دخل اندازی کریں، بلکہ آپ اپنے رشتہ داروں میں کسی ایسے شخص کو اختیار کریں جو سب سے زیادہ حکمت رکھتا ہو اور سب سے بہتر عقل و دانش کا مالک ہو، اور آپ کے خاوند کے ساتھ افہام و تفہیم کے زیادہ قریب ہو.

رہا مسئلہ طلاق طلب کرنے کا تو آپ اس کے متعلق مت سوچیں، خاص کر جب آپ کی اولاد بھی ہے، لیکن اگر معاملہ نہیں سلجھتا اور آپ کے تعلقات بہت کشیدہ ہو جائیں کہ آپ اس حالت میں صبر نہ کر سکتی ہوں، ہم یہی امید رکھتے ہیں کہ آپ ان شاء اللہ طلاق کا نہیں سوچیں گی.

اللہ تعالی سے ہماری دعا ہے کہ وہ آپ کا معاملہ آسان فرمائے، اور آپ کے خاوند کی اصلاح فرمائے، اور آپ دونوں کو خیر و بھلائی پر جمع کرے.

اللہ سبحانہ و تعالی ہی توفیق دینے والے ہیں.

واللہ اعلم.